صحابۂ رسولؐ و صحابۂ امامؑ

بجواب مضمون ایڈیٹر صاحب اصلاح مندرجہ رسالہ اصلاح صفر ۱۳۳۴ھ
جس نے اصحاب الرسول کی توہین کر کے سنیوں کو بہت رنج پہنچایا ہے مگر میں خوش
ہوں کہ منشی خادم حسین صاحب نے نہایت متانت سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور
جو کچھ لکھا ہے اس میں عدل و اعتدال کو نہیں چھوڑا۔ (ایڈیٹر)

اصلاح کی کجروی

عرصہ دو برس کا ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب موصوف نے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ یزید حسب و نسب و قوت و شوکت سلطنت میں اصحاب ثلاثہؓ سے بڑھ کر تھا۔ جس کا جواب رسالہ تشحیذ میں دو نمبروں میں دیا گیا تھا۔ ایک میں عنوان مضمون تھا "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" اور دوسرے کا یزید اور اصحاب ثلاثہؓ کا مقابلہ۔ (تشحیذ ماہ جنوری ۱۹۱۴ء) خدا جانے ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہ؟ اب کے آپ نے مضمون بالا میں اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم تو درکنار۔ تمام صحابہ رسول صلعم کو ہدف ملامت بنایا ہے اس طرح پر کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام ان سے زیادہ وفادار تھے۔ خدا جانے آئندہ انکی طبع رسا جسکو ہمہ قسم دور کی سوجھا کرتی ہیں۔ بمقابلہ اصحاب رسول صلعم کے کس فرد یا افراد کو تجویز کرے گی۔

اصحاب امام حسینؑ۔ اصحاب الرسولؐ سے افضل نہیں ہو سکتے۔

واضح ہو کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جو عزت و حرمت بحیثیت سبط الرسولؐ و فرزند بتولؑ ہونی چاہیئے اس سے کسی مخلص سنی کو انکار نہیں۔ میری رائے میں یہاں تک تو حرج کی بات نہیں کہ اصحاب امام علیہ السلام کو اپنے معاصرین سے ممتاز ظاہر کیا جائے۔ جیسے کہ بعض بزرگان دین سے مروی ہے ما علی وجہ الارض یومئذٍ لھم شبہ استیعاب جزو اول صفحہ ۱۴۷ لیکن یہ کہنا کہ امام علیہ السلام کے اصحاب رسول صلعم کے اصحاب سے بھی افضل ہیں ایک دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ تمام امت پر اصحاب

رسول صلعم کی افضلیت قرآن سے ثابت ہے خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی جو زمرۂ سَابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ میں داخل ہیں۔ بدلائل ذیل:۔

دلیل اوّل اوّل۔ خداوند کریم فرماتے ہیں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَار الی ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ پ ۱۱۔ اس آیت کی تفسیر میں بحوالہ کافی وتفسیر عیاشی امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے سب سے پہلے مہاجرینؓ کا ذکر فرمایا کیونکہ وہ دوسروں سے سبقت یافتہ بھی ہیں۔ پھر انصارؓ کی تعریف کی۔ پھر تابعینؓ کی۔ پس ہر ایک گروہ کو بقدر اپنے درجہ اور مرتبہ کے یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے الخ تفسیر صافی سورہ توبہ اصول کافی باب السبق الی الایمان صہ ۳۸۳۔ چونکہ امام علیہ السلام خود بھی مہاجرینؓ میں سے نہیں چہ جائیکہ اُن کے اصحاب ہوں۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کو تابعینؓ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ اصول خدا کا مقرر کردہ اصول ہے نہ کہ ہمارا خانہ ساز۔ پس لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اصحاب رسول صلعم ہی افضل ہیں نہ کہ اصحاب امام۔ رہی خاص صفت وفاداری اور جان نثاری سو یہ بھی اُن میں بوجہ احسن ماننی پڑے گی۔ کیونکہ مہاجرین کا خداداد و قابل فخر لقب خود اس صفت کو بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے۔ اور اسی طرح انصارؓ کا لقب۔ کیونکہ رسول صلعم کی خاطر اور دین کی خاطر جنھوں نے اپنے وطن اور مال و عیال سے ہجرت کو گوارا کر لیا۔ اور پھر جنھوں نے تمام عمر رسول صلعم اور اُن کے دین کی نصرت کی۔ اگر وہ وفادار نہ تھے تو بتلاؤ پھر اس سے بڑھکر وفاداری کیا ہو سکتی ہے پس ماننا پڑیگا کہ مہاجرینؓ و انصارؓ اوّل درجہ کے وفادار تھے۔ اور اصحاب رسول سے مراد بھی یہی لوگ ہیں۔ اور بس۔

دلیل دوم پھر خدا فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اُولٰئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا الخ پ ۲۷۔ ایک شیعہ فاضل نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ برابر نمے شود از جملہ شما کسے کہ خرچ کردہ پیش از فتح مکہ وجہاد کرد ایشاں بزرگتر اند باعتبار درجہ ازاں جماعت کہ خرچ کردند بعد از فتح وجہاد کردند۔ صافی شرح اصول کافی پ ۱۹ جزو چہارم صہ ۹۔

ظاہر ہے کہ فتح مکہ واقعہ کربلا سے کم از کم پچاس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ خدا کہتا ہے

کہ فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے والے افضل ہیں بمقابلہ ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور پہلوں کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے اعظم درجۃ کے لفظ پر غور کرو۔ پھر کیا کوئی سمجھدار آدمی کہہ سکتا ہے کہ خرچ کرنیوالے اور جہاد کرنے والے صفت وفا سے عاری ہوتے ہیں۔ جب عاری نہیں ہوتے تو ثابت ہوا کہ بعد فتح مکہ کے خواہ کسی معرکہ کے جنگ کرنیوالے یا خرچ کرنیوالے بھی ہوں۔ حسب ارشاد باری تعالی وہ اول الذکر صحابہ رسول صلعم سے کسی طرح افضل نہیں۔ بایں ہمہ جو شخص اصحاب رسولؐ پر کسی گروہ کو دیدہ و دانستہ افضل قرار دیتا ہے وہ گویا خدا کے مقررہ کردہ اصول کی تردید اور قرآن مجید کا معارضہ کرتا ہے۔

پھر تعجب ہے کہ ایک صفت وفاداری کو لیکر اصحاب رسول صلعم کے مقابلہ کیلئے خاص اصحاب امام حسین علیہ السلام کو ہی کیوں منتخب کیا گیا؟ اور دوسرے اماموں کے اصحاب کو مقابلہ کیلئے نظرانداز کر دیا؟ یا اصحاب امام حسینؑ علیہ السلام جو کربلا میں شہید ہو گئے۔ اُنکے مقابلہ کیلئے دوسرے شیعیان اہلبیت کو جو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے مگر اس خاص وقت مصیبت میں امام حسین علیہ السلام کی نصرت سے کنارہ کش ہو گئے ان کو کیوں نہ منتخب کیا گیا۔ میرے نزدیک تو ان کا مد مقابل اصحاب رسول صلعم کو تجویز کرنا بوجوہ متعددہ ذیل سرے سے ہی ناموزون ہے۔ مثلاً

(۱) امام حسین علیہ السلام کے اصحاب ہیں جو آپکے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے۔ زیادہ تر بلکہ تمامہ آپکے صاحبزادے اور برادر زادے اور قریبی رشتہ دار تھے شیعوں میں گو انکی تعداد بہتر ۷۲ مشہور ہے مگر محققین نے بصراحت لکھا ہے کہ وہ کلہم سترہ ۱۷ تھے بعض نے انکی تعداد سولہ ۱۶ لکھی ہے۔ اور بقول شیخ تیئس ۲۳ نفر تھے۔ عن ابن الحنیفۃ قال قتل مع الحسینؑ سبعۃ عشر رجلاً کلھم من ولد فاطمۃ رضی اللہ عنھم۔ وقال ابو موسیٰ عن الحسن البصری اصیب مع الحسینؑ بن علی ستۃ عشر رجلا من اھل بیتہ

(۱) آنحضرت صلعم کے اصحابؓ میں علاوہ آپ کے عشیرۃ اقربین کے تمام قبائل قریش اور تمام مدینہ کے انصارؓ جنکے متعدد قبائل تھے اور بعض دُور دست ملکوں کے لوگ شامل تھے جنکی قومیت و عادات و طبائع بالکل مختلف تھیں۔ تمام صحابہ رسول صلعم کی تعداد اور متفرق طور پر جو تعداد معلوم ہو سکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن آپکے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے دیکھو بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح جلد ۳ صفحہ ۳۸ مطبوعہ مصر حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ +

ماعلی وجہ الارض یومئذٍ لھم شبیہ۔ و قیل انہ قتل مع الحسینؑ من ولدہٖ واخوتہ واھل بیتہ ثلاثۃ وعشرون رجلاً استیعاب جلد ۱ ص۱۴۷ +

مشہور شاعر ایرانی قاآنی ایک دلسوز مرثیہ میں کہتا ہے ؎ کس کشتہ شد از پیر انش ؟ بلے سہ تن دیگر کہ ؟ نہ برادر۔ دیگر کہ ؟ اقربا + رسالہ اثر الولاء ص۵

(۲) امام حسین علیہ السلام اور آپکے صحابہ کا جنگی نوعیت نمبر ا میں عرض کیگئی ہے۔ مدعا اور مقصد زندگی صرف مرجانا تھا۔ اور بس۔ وہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تھے جس کا چارہ کار سوائے جام شہادت کے کوئی تھا۔ پس وہ اپنے عزیز الوجود گرامی قدر بزرگ خاندان پر اپنی جانیں قربان نہ کرتے تو کیا کرتے ؟ +

(۳) اصحاب امام کو صرف عاشورہ محرم کے دن ساری عمر میں ایک ہی دفعہ محض دوپہر تک لڑنا پڑا +

ایک فاضل شیعہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے فوت ہونے پر آپ کے رواۃ کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔ وکان اھل الروایۃ عند وفاتہ مائۃ الف واربعۃ عشر الفا۔ دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ صحب ص۱۱۸ +

اسی طرح جمال الدین محدث نے لکھا ہے۔ چوں از دنیا (آنحضرت صلعم) رحلت فرمود۔ زیادہ از صد ہزار صحابی در روئے زمین بودند۔ روضۃ الاحباب مقصد دوم ص۸ +

(۲) جناب رسول صلعم اور اُن کے اصحاب کا مقصد زندگی اس سے ارفع اور اعلیٰ تھا۔ یعنے استیصال کفر و شرک و استحکام شریعت اسلام اگر کم از کم ۲۳ برس تک آپ زندہ نہ رہتے اور اسلام کی دعوت شروع کرتے ہی کفار مکہ کا مقابلہ کر کے معہ اپنے ہمراہان قلیل کے شہید ہو جاتے تو قرآن مجید جیسی کلام پاک کا کامل نزول کس طرح ہوتا۔ اور پھر اگر خلافت بتوت تیس برس تک نہ رہتی تو اشاعت اسلام اور فتح بلاد مشرکین وکفار کا مقصد کس طرح پورا ہوتا +

(۳) اصحاب رسول صلعم کو منشائے آلہی کے ماتحت خود رسول صلعم کی زندگی میں بقول ۳۶ دفعہ اور بعد وفات آنحضرت صلعم خلفائے راشدین کی زندگی میں بیسیوں معرکوں میں

(۴) امام حسین علیہ السلام خود بھی اور آپ کے اصحاب باوفا بھی اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ خود بعض قدیم شیعوں کے دل میں کھٹک چکا ہے اور انھوں نے آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا سے حجت پکڑ کر آپ کی شہادت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ دیکھو جلاء العیون اردو صفحہ ۴۰۶ باب ۵ فصل ۸ +

(۵) واقعہ کربلا کے اسباب پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی سالوں کی پولٹیکل تحریکات کا نتیجہ یا موروثی حقوق کی واپسی کے لئے ایک جان توڑ مگر ناکام کوشش تھی۔ خواہ اس کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مقصد بھی شامل ہو لیکن وہ براہ راست خالص خلافت نبوت کے مہتم بالشان فرائض کی قسم سے نہ تھی۔ بلکہ ادنیٰ قسم فرائض عامہ مومنین۔ کیونکہ خلافت نبوت کا زمانہ یوم وفات جناب علی علیہ السلام کو منقطع ہو چکا تھا۔ دیکھو مقولہ خضر "الیوم انقطعت

جانا پڑا۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ +

(۴) رسول صلعم کو دشمنوں نے کئی دفعہ قتل کر دینا چاہا۔ لیکن حفاظت والا وعدہ الٰہی واللہ یعصمک من الناس پ۶ ع۱۴ پورا ہو کر رہا۔ اور اسی طرح یہ وعدہ رسول صلعم کے سب سے بڑے صحابی ابوبکر صدیق رض خلیفہ بلافصل سے جسکو خدا نے ثانی اثنین فرمایا تھا پورا ہوا اسی طرح دوسرے مقامات پر جو خدا نے انبیاء اور اُن کی اتباع کامل کی نصرت فی الحیٰوۃ الدنیا کے وعدے ہیں رسول صلعم اور اُس کے ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں پورے ہوئے حتیٰ کہ وعدہ مندرجہ آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا بھی +

(۵) کیا رسول صلعم کے حین حیات اور کیا بعد وفات آنحضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں اصحاب رسول صلعم کو جن غزوات میں شامل ہونے کا شرف حاصل رہا۔ وہ بلاشبہ خالص دینی جہاد تھے۔ دیکھو ملا باقر مجلسی صاحب آیت وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ یعنی وعدہ دادہ است شمارا خدا غنیمت ہائے بسیار کہ خواہید گرفت آنہا را مانند غنیمت ہائے فارس و روم وغیر آنہا کہ بدست عساکر مسلمانان

خلافۃ النبوۃ" اصول کافی صـ۲۸۸ اور
حدیث۔ الخلافۃ فی اُمّتی ثلاثون
سنۃ ثم ملک بعد ذالک۔ ترمذی
باب ما جاء فی الخلافت مطبوعہ فخر المطابع دہلی
سنہ ۱۲۷۰ھ صـ۳۷ ؛

(۶) واقعہ کربلا کو ایک مصیبت کبریٰ اور داہیہ
عظمےٰ ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ تمام انبیاء کے مصائب
کا مقابلہ کر کے اس کو بے نظیر درد انگیز واقعہ
بتلاتے ہیں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اسمیں
زیادہ تر شعرائے ایران وہند وپنجاب وقصاص
وذاکرین کی مبالغہ پرستی کو بہت کچھ دخل ہے
یہی وجہ ہے کہ آجتک جسقدر کتب مقاتل لکھی
گئی ہیں تاریخی حیثیت سے ان میں ایک بھی معتبر
نہیں۔ خود محققین شیعہ نے اُن کتب کی
تضعیف کیطرف توجہ کی ہے۔ دیکھو کتاب

آمد۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ۴۰۲
وحق تعالیٰ درچند آیت دیگر خبر دادہ است
از فتح بلاد فارس وروم وفتح ہائے ونصرتہائے
دیگر۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ۱۵۵۔
ولکن المہاجرین ظلموا من جہتین
ظلمہم اہل مکۃ باخراجہم من
دیارہم واموالہم فقاتلوا ہم باذن
اللہ لہم فی ذالک وظلمہم کسریٰ وقیصر
ومن کان دونہم من قبائل العرب والعجم
بما کان فی ایدیہم مما کان المومنون احق
بہ منہم فقد قاتلوہم باذن اللہ
عزوجل لہم۔ فروع کافی جلد ۱ کتاب الجہاد
باب من یجب علیہ الجہاد ومن لا یجب صـ۶۱۲ ؛

(۶) حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ
مصائب انبیاء کو پیش آتے ہیں۔ اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل مجمع البحرین
زیر لفظ مثل صـ۴۹۵۔ نوح علیہ السلام کے بارہ
میں خدا فرماتا ہے وَنجّیناہ واہلہٗ من
الکرب العظیم ۲۳/۱۷ و ۱۷/۶ سورہ انبیاء کو
دیکھو ہر ایک نبی کے مصائب کا حال لکھا ہے پھر
خاصکر رسول صلعم کے مصائب کی بابت امام
جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فان الخلق
لم یصابوا بمثلہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔ قط

لولو و مرجان محقق نوری الطبرسی۔ وہ نہ ملے تو رسالہ تذکرۃ الذاکرین مؤلفہ خاکسار راقم ملاحظہ کریں ⁂

(۷) واقعہ کربلا کا پہلا اثر یہ ظاہر ہوا کہ تمام مومنین مرتد ہو گئے۔ سوائے تین کے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال ارتد الناس بعد قتل الحسین صلوٰت اللہ علیہ

کتاب الروضۃ صـ۸۳

مکی زندگی کا ہر ایک دن آپ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے نمونہ کربلا تھا۔ پھر مدنی زندگی میں بھی آپؐ کو جن جن غزوات میں کفار کا مقابلہ کرنا پڑا وہ اپنی اہمیت میں کربلا سے کم نہ تھے خصوصاً بدر و اُحد و خندق و حنین و تبوک اور ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے بمثال کے طور پر ایک بدر کو ہی لو۔ سورہ انفال میں کس زور شور کے ساتھ اس کا ذکر ہے اور کتب میں بھی اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر کمال عظمت کے ساتھ مذکور ہے وہی اعز وقعۃ کانت فی العرب بھا اعز اللہ الاسلام واھلہ۔ کتاب الروضۃ صـ۵۴۔ ملا باقر مجلسی اس کا ذکر کرنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ غزوہ بدر۔ اعظم فتوح اسلام است۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ۳۲۶

۵ کجا کلام خدا و حدیث پیغمبرؐ
کجا روایت موہون و شعر و افسانہ
سر امام تلک کی تہیں خیران کو
کہاں کے محرم اسرار ہیں یہ بیگانہ

(۷) غزوات اسلام کا پہلا اور دائمی اثر یہ ہوا ہے کہ ہوا خواہان اسلام کے دل باغ باغ ہو گئے اور اب تک جوں جوں ان واقعات کو لوگ پڑھتے سنتے ہیں۔ مارے خوشی کے پھولے

الاثلثة ابوخالد الکابلی ویحیی ابن ام الطویل وجبیر بن مطعم رجال کشی صـ ۸۳ +

اور مابعد کو مومنین کے گھروں میں سوگ پڑ گئے۔ اور اب تک ماتم کدے اور امام باڑے قائم کئے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان وایران وغیرہ ممالک میں ہر محرم کو رسوم تعزیت بجالائے جاتے ہیں +

(۸) امام حسین علیہ السلام سید الشہدائے کربلا ہیں +

(۹) امام حسین علیہ السلام سید الشباب اہل الجنۃ ہیں +

(۱۰) زیادہ سے زیادہ ایک خوش اعتقاد شیعہ جو رتبہ امام علیہ السلام کا بیان کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کی شہادت موجب احیائے اسلام ہوئی۔ اور بس +

نہیں سماتے۔ اور خدا کی حمد کرتے اور رسول صلعم اور ان کے جان نثاروں پر رحمتیں بھیجتے ہیں دشمنان اسلام پر ایسی بیکسی چھائی ہے کہ اُن کا کوئی سوگ کرنیوالا ابھی باقی نہیں فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین پ۷ اگر کوئی ہے بھی تو امام حسین علیہ السلام کے سوگواروں سے بدرجہا بڑھ کر رہیں رنج والم ہے +

(۸) صحابہ رسول صلعم میں سید الشہدائے اسلام ہیں۔ وحمزۃ عمک سید الشہدا۔ کتاب الروضۃ صـ ۲۵ +

(۹) صحابہ کرام رسول صلعم بہشت کے پادشاہ ہیں۔ دیکھو اول خطبہ رسول صلعم۔ ترک کنید بُت پرستی را واجابت نمائند مرا در آن چہ شمارا بآں میخوانم تا پادشاہاں عرب گردید وگروہ عجم شمارا فرمانبرداراں گردند ودر بہشت پادشاہاں باشند۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۲۵۵

(۱۰) صحابہ رسول صلعم کی وہ شان ہے کہ انکی زندگی موجب بقائے اسلام اور انکی ہلاکت موجب ہلاکت اسلام ہے۔ دیکھو جو دعا رسول خدا صلعم نے بدر کے دن اپنے اصحاب کی قلت کو دیکھ کر مانگی۔ اس کا ایک فقرہ یہ ہے۔ ثم رفع یدہ الی السماء فقال یارب ان تہلک ہذہ العصابۃ لم تعبد وان شئت لم تعبد لا تعبد۔ تفسیر صافی زیر آیہ وان للکافرین عذاب النار۔ سورۂ انفال۔ اور اس کا ترجمہ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۳۳۱ +

(وتلک عشرۃ کاملۃ)

صحابہؓ

اسلامی مؤرخین میں صحابی کی تعریف میں اختلاف ہے۔ اکثر تو اس طرف گئے ہیں کہ (۱) صحابی وہ شخص ہے جو اسلام کی حالت میں نبی کریمؐ سے ملے اور پھر وفات بھی اسلام کی حالت میں پائے یعنی مرتد نہ ہو۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ (۲) صحابی وہ ہے جو کوئی حدیث یا اوّل درجہ کوئی ایک کلمہ ہی رسول کریمؐ سے روایت کرے یا ایک دفعہ آپ کا چہرہ مبارک دیکھے۔ لیکن بعض اور لوگوں کے نزدیک یہ تعریف ہے کہ (۳) جو شخص بلوغت کی حالت میں آپ کو دیکھے اور دین اسلام کو تسلیم کرے پھر خواہ ایک ساعت ہی رسول کریمؐ کی صحبت میں رہا ہو۔ یہ تو تعریف میں اختلاف تھا۔ اب اس کے بعد مورخین نے صحابہ کے طبقات بنائے ہیں اور مختلف صحابہ کو مختلف طبقوں میں مانا ہے ان کی تقسیم کے لحاظ سے صحابہؓ کی ۱۳ قسمیں ہیں :-

(۱) جو اسلام میں متقدم ہیں جیسے خدیجہؓ۔ علیؓ۔ زیدؓ۔ ابوبکرؓ +

(۲) وہ جو کہ اسلام کے اچھی طرح ظہور کے وقت مسلمان ہوئے جیسے حضرت عمرؓ +

(۳) حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کرنے والے +

(۴) عقبہ اولیٰ میں بیعت کرنے والے چھ آدمی +

(۵) عقبۂ ثانیہ کے مبایعین جو ۱۲ آدمی تھے +

(۶) عقبہ ثالثہ میں اسلام لانے والے ۷۳ آدمی تھے +

(۷) جنھوں نے آپ کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد اور مسجد قبا کے بننے سے پہلے ہجرت کی +

(۸) بدر میں شامل ہونے والے +

(۹) غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ایمان لانے والے +

(۱۰) بیعتہ الرضوان میں شریک ہونے والے +

(۱۱) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں بیعت کرنے والے +

(۱۲) فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے +

(۱۳) جنھوں نے بچپن کی حالت میں رسول کریمؐ کو دیکھا +